مولانا محمد شفیع چترالی
مدیرادارتی صفحہ روزنامہ ''اسلام''

مولانا سمیع الحق کا کارنامہ

عنوان پڑھ کر قارئین کا ذہن یقیناً دفاع پاکستان کونسل کی کراچی میں کامیاب کانفرنس کی طرف جائے گا اور جانا بھی چاہیے کیونکہ مولانا سمیع الحق صاحب نے پاکستان کی 40 سے زائد دینی وسیاسی جماعتوں اور مذہبی وجہادی تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پرجمع کر کے دین دشمن اور ملک دشمن قوتوں کو جوایک پیغام دیا ہے، وہ یقیناً ایک بڑا کارنامہ ہے جس کے اثرات تادیر محسوس کیے جائیں گے۔ اس سے قبل کراچی کے اسی میدان میں ''اسلام زندہ باد کانفرنس'' کا انعقاد ہوا جو جمعیت علمائے اسلام ف کی جانب سے دینی اور سیاسی قوت کا شاندار اور فقید المثال مظاہرہ تھا۔ دونوں کانفرنسوں کے درمیان کسی موازنے یا '' ترجیح راجح '' کے بغیر ہم اگر مثبت اور ایجابی پہلوؤں پر نظر دوڑائیں تو ''اسلام زندہ باد'' کانفرنس اگر جمعیت علمائے اسلام ف کی بڑھتی ہوئی عوامی مقبولیت اور مولانا فضل الرحمٰن کی شخصیت کی مقناطیسی کشش کا بہترین مظہر تھی تو دفاع پاکستان کانفرنس مولانا سمیع الحق کی دینی حلقوں اور مختلف مکاتب فکر کی تنظیموں کو اکٹھا کرنے کی صلاحیت اور مرکز ومرجع بننے کی بزرگانہ حیثیت کی واضح علامت تھی۔ اس لحاظ سے ہمارے لیے موجودہ پرآشوب حالات میں ہمارے اکابر کے یہ دونوں کردار قابل فخر ہیں اور دونوں کانفرنسوں کی اپنی اپنی جگہ اہمیت وافادیت ہے۔

جمعیت کے تمام گروپوں اور اہل حق کی دیگر تمام تنظیموں کا اتحاد ہر دردمند مسلمان کا خواب ہے اور کتنے ہی اللہ والے تھے جو یہ خواب آنکھوں میں سجائے دنیا سے رخصت ہوگئے، اس خواب کی تکمیل مستقبل قریب میں شاید ممکن نہیں ہے لیکن اہل حق کی جماعتیں اگر اپنے اپنے دائرے میں ایک دوسرے سے متصادم ہوئے بغیر کام کرتی رہیں اور اپنی اپنی صلاحیتوں اور استعداد کے مطابق دینی قوتوں کی قیادت کریں تو بھی بہت سے مشترکہ مقاصد حاصل ہوسکتے ہیں۔ بالخصوص آئندہ عام انتخابات کے حوالے سے یہ امر ناگزیر ہے کہ اہل حق کی تمام جماعتیں اگر ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہوسکتیں تو کم ازکم ایک دوسرے کے مقابلے میں آنے سے گریز کریں اور دیگر سیکولر اور بے دین لوگوں کی بجائے آپس میں سیٹ ایڈجسٹمنٹ کرلیں اور ایک دوسرے کے فریق بننے کی بجائے رفیق بنیں۔

یہ جملہ معترضہ تھا جو کافی سے زیادہ لمبا ہوگیا، آج کی نشست میں مولانا سمیع الحق کے جس کارنامے کو بیان کرنا تھا وہ ان کی شہرۂ آفاق علمی کاوش ''مشاہیر بنام مولانا سمیع الحق'' ہے جو مولانا کی قومی وملی خدمات میں ایک شاندار اضافہ ہے۔ مولانا نے ازراہ عنایت وشفقت 6 جلدوں پر شائع شدہ کتاب کا سیٹ راقم کے نام ارسال فرمایا اور بندہ کئی روز تک اس کے اوراق میں گم رہا۔ مولانا نے اپنے والد گرامی ولی کامل حضرت شیخ عبدالحق صاحب رحمہ اللہ اور خود اپنے

نام لکھے گئے تمام اہم مکتوبات اور خطوط کو جمع کر کے عمدہ ترتیب اور سلیقے کے ساتھ شائع کر کے عالم اسلام اور برصغیر کی پون صدی کی تاریخ کو ایک نئے انداز سے محفوظ کرلیا ہے جس پر وہ بجا طور پر علمی حلقوں کے شکریے اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہمارے چودہ سو سال کے علمی ورثے میں بزرگوں اور اہل علم کے مکتوبات اور مخطوطات کے مجموعوں کا بھی ایک بڑا حصہ ہے اور ہر دور میں علمی مکاتیب کو جمع اور شائع کرنے کا ذوق اور رواج رہا ہے لیکن موجودہ ڈیجیٹل دور میں فاصلوں کے سمٹ جانے اور اظہار وابلاغ کے قرینے بدلنے سے یہ ذوق اور رجحان ناپید ہوتا جارہا ہے جس کو زندہ کر کے مولانا سمیع الحق نے ایک اہم علمی روایت کا احیاء کیا ہے۔ شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے بقول عربی، اردو اور انگریزی کے دستیاب لٹریچر میں مکاتیب کا اتنا بڑا اور جامع مجموعہ ان کی نظر سے نہیں گزرا۔

ان مکاتیب میں جہاں عالم اسلام اور بالخصوص برصغیر کی پون صدی کی سیاست، معروضی حالات، علمی مباحث، ادبی وصحافتی رجحانات، سماجی وتہذیبی اقدار کی جھلکیاں دیکھنے کو ملتی ہیں وہاں بالخصوص علماء کی دینی وسیاسی جدوجہد کی تابناک تاریخ کے بہت سے دریچے بھی وا ہوتے ہیں۔ ایک جانب مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا اعزاز علی، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا عزیر گل اسیر مالٹا، مولانا سید ابوذر بخاری، مولانا لال حسین اختر، مولانا جلال الدین حقانی جیسی نابغۂ روزگار شخصیات کے مولانا عبدالحق صاحب کے نام لکھے گئے مکتوبات اس مجموعے کے ماتھے کا جھومر ہیں تو دوسری جانب عالم اسلام کی دیگر کئی ممتاز شخصیات، سربراہان مملکت اور سیاسی رہنماؤں کے خطوط بھی مولانا مرحوم اور مولانا سمیع الحق کی جامع شخصیات کی عکاسی کرتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق کے نام شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے خطوط بھی خاصے کی چیز ہیں جن میں ان دونوں بزرگوں کے عہد شباب کی قلمی تابانیوں اور باہمی الفت ومودت کے ادیبانہ اظہاریوں سے حظ اٹھایا جاسکتا ہے۔ مولانا سمیع الحق کے نام مولانا فضل الرحمٰن کے مکاتیب بھی یقینی طور پر دونوں حضرات کے چاہنے والوں کے لیے متاع گراں مایہ کا درجہ رکھتے ہیں جن میں سیاسی مزاج اور افتاد طبع کے اختلاف کے باوجود باہمی احترام کے جذبات بھی وافر مقدار میں محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے اس مجموعے کی جمع وترتیب میں جامعیت کا لحاظ رکھا ہے وہاں مکاتیب نگاروں کے تعارف اور بعض مکاتیب کے پس منظر پر مبنی بہت ہی دلچسپ حواشی بھی لکھے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کے بارے میں مولانا سمیع الحق کا یہ تعارف نامہ شاید قارئین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:

''حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم کے ہونہار فرزند تقریباً نو برس تک تحصیل علم کے لیے حقانیہ میں قیام رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ذہانت وفطانت کے ساتھ بلاغت وفصاحت سے اظہار مافی الضمیر اور اپنے موقف کی تائید وترجمانی اور زمانہ شناسی کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ سیاسی میدانوں میں ان کی ''فتوحات'' پیش قدمیاں اور پس پائیاں ہمیشہ زیر بحث رہیں مگر ہمیں ہر حال میں ''حقانی'' ہونے کی وجہ سے عزیز ہیں اور حقانی برادری کے ایک فرد فرید ہونے کے ناطے ہمیشہ اپنے ہی لگتے ہیں۔ مروجہ جمہوری اور سیاسی شاطرانہ ستم ظریفیوں کی وجہ سے جمعیۃ کے (بقیہ صفحہ ۴۴ پر)